© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

فکر و نظر کی گیارھویں جلد کا یہ بارھواں شمارہ ہے ، اس شمارے کے ساتھ کی گیارھویں جلد مکمل ھوتی ہے ۔ آیندہ شمارہ انشاءاللہ بارھویں جلد لا شمارہ ہوگا ۔

گیارہ سال کی مدت کتنی طویل مدت ہوتی ہے ۔ اس دوران میں ہم یا گزری اور ساری دنیا میں کیا کیا ھوا ۔ اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو ایک دفتر تیار ہوجائے ۔ بچے جوان ہوگئے ، جوان بڑھاپے کی حدود میں پہنچے ، کتنے ھی نئے ارکان اس بزم ہستی میں آکر شریک ہوئے اور کتنوں س محفل کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں قدم رکھا ، یہی ہوتا رہا ، ہمیشہ ہی ہوتا رہا ہے ۔ اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا ۔ اس اثناء میں چار ہزار ، بار صبح نے اپنا چہرہ دکھایا اور شام نے سیاہ پردے ڈالے ۔ ہر روز جب ں سے آفتاب برآمد ہوا نئے نئے مسائل لے کر نکلا اور جب رات نے اپنی سیاہ پھیلائی نئی نئی الجھنیں پیدا کر گئی ۔ لیکن یہ سب آنی جانی باتیں ۔ آتی رہیں اور جاتی رہیں ۔ اور سچ یہی ہے کہ ع

یہ دنیا رام کہانی ہے
باقی ہے ذات خدا بابا

انسان کے لئے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس طویل مدت میں اس نے کھویا اور کیا پایا ۔ کھویا تو سب کو نظر ھی آتا ہے ۔ عمر کھوئی ، ، گزری اور اپنی سب سے قیمتی چیز یعنی زمین پر اپنی زندگی کے دن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کھوئے۔ لیکن ہمیں یہ بھی تو کبھی سوچنا چاہیئے کہ اس قیمتی اور انمول متاع کے مقابلہ میں حاصل کیا کیا۔ مستقبل کی کوئی بات یقینی ہو یا نہ ہو، لیکن موت تو بہر حال یقینی ہے۔ اس سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ کیا صرف یہی ایک یقین انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ کافی اور بالکل کافی ہے۔ خواب غفلت سے چونکانے کے لئے کافی ہے، مصروف عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ برائیوں سے بچانے کے لئے کافی ہے اور نیکیوں کی طرف مائل کرنے کے لئے کافی ہے۔

و کفی بالموت واعظاً

(نصیحت کرنے کے لئے موت ہی کافی ہے) یہ قول ہے حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم کا۔ ان کا، جن کی زندگی سراپا یقین و عمل تھی۔ جن کا وقت کبھی بیکاری میں نہیں گذرتا تھا اور جن کے کارناموں سے تاریخ عالم کے اوراق منور ہیں، جن کی راتیں عبادت میں اور جن کے دن انتظام خشک و تر میں بسر ہوتے تھے۔ گیارہ سال سے بھی کم مدت میں انہوں نے اتنا کام کیا کہ نوع انسانی نے گیارہ سو سال میں بھی نہیں کیا۔ دشمن اس زمانہ میں بھی تھے۔ اور نسبةً اتنے ہی قوی تھے۔ جتنے آج ہمارے دشمن قوی ہیں، لیکن ان پر مایوسی اور قنوطیت کا کوئی لمحہ نہ آتا تھا۔ اور کبھی مایوس نہ ہوئے۔

آج ہمارا کیا حال ہے۔

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں

آخر! ہمیں کیا ہوگیا ہے۔ ہر فرد مسلمان کو سوچنا چاہیئے، مردوں کو سوچنا چاہیئے، عورتوں کو سوچنا چاہیئے، جوانوں کو سوچنا چاہیئے اور بوڑھوں کو، سب کو سوچنا چاہیئے، اور پوری توجہ کے ساتھ سوچنا چاہیئے اور نہ صرف سوچنا چاہیئے، بلکہ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے عمل کرنا چاہیئے، ایک دھن اور ایک لگن پیدا کرنا چاہیئے۔ اور یہ حقیقت سامنے رکھنی چاہیئے کہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لن یصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها

(اس امت مسلمه کا دوسرا دور بھی صرف اسی طریقه سے درست ہوسکتا ہے جس طریقه سے اس کا پہلا دور درست ہوا تھا) یقین کامل اور عمل مسلسل ہی افراد کی زندگی کو بہتر بناتے ہیں اور یہی قوموں اور امتوں کی تقدیر کو بدل سکتے ہیں ۔ ورنه خداوند تعالیٰ کی طرف سے انعام و اکرام کا راسته بند نہیں ہوگیا ہے ع

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

— — — —

عہد حاضر کی سب سے اہم پیداوار شک اور بے یقینی ہے ۔ سند یافته جاہلوں کی ایک بڑی جماعت ہر ملک میں اس کام پر لگا دی گئی ہے که وہ دلوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کرے ۔ علمی تحقیقات کا نام دے کر اور خوبصورت عبارتوں میں ایسی باتیں پیش کیا کرے جو لوگوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کردے ۔ اس کا نتیجه یه نکلا که ع

بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے

ظاہر ہے که انسان کا کوئی ارادی عمل ہو نہیں سکتا جب تک که اس کے پیچھے علم و یقین کارفرما نه ہو، اس لئے ان لوگوں کے سامنے جو یه چاہتے ہیں که ساری دنیا کے انسان ان کے غلام بن کر رہیں، اور ساری دنیا کے قدرتی وسائل میں ان ہی کی رائے سے تصرف ہو، بے یقینی پیدا کرنے کی مہم سب سے اولین اور سب سے اہم مہم ہے ۔ اور وہ اس کے لئے ہزاروں سندیافته جاہلوں سے طرح طرح کی ترغیب کے ذریعه کام لے رہے ہیں ۔ انہیں ہر مناسب جگه پر متعین کیا گیا ہے اور ان سے شطرنج کے مہروں کی طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کام لیا جارہا ہے۔ عرب میں بھی کام لیاجارہا ہے اور عجم میں بھی، مشرق میں بھی کام لیا جارہا ہے اور مغرب میں بھی۔ ملک کا سیاسی نظام کچھ بھی ہو یہ سہم ہر جگہ جاری ہے۔

اس درد کا مداوا صرف اسی طرح ممکن ہے کہ ہم تعلیم کا رخ بدل دیں اور تحقیق کا انداز دوسرا اختیار کریں، کیا ہم ایسا کریں گے؟ یہ ایک سوال ہے اور بڑا ہی اہم سوال، اس کا جواب انھیں سوچنا چاہیئے جن کے بچے دین سے بدظن کئے جارہے ہیں، انھیں سوچنا چاہیئے جو کاہلی اور بےکاری میں بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کہ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا۔ اور انھیں سوچنا چاہیئے جنہیں اللہ کی مخلوق نے زمام اختیار دے رکھا ہے۔

© rasailojaraid.com